جناب ڈاکٹر نصیر احمد ناصر
ایم۔ اے۔ ڈی۔ لٹ

شراب نوشی اسلام کی نظر میں

مغربی تہذیب ہمارے لیے مثالی بن چکی ہے، اس لیے کہ یہ ہمارے سابق مغربی آقاؤں کی تہذیب ہے جو علوم و فنون خاص کر سائنس اور ٹیکنالوجی میں حیرت انگیز ترقی کر رہے ہیں اور ہم سے کوسوں آگے ہیں۔ اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ ہم آزاد ہونے کے باوجود معاشی و سیاسی طور سے ان کے دست نگر اور ذہنی طور سے ان کے محکوم بلکہ غلام ہیں اور آقاؤں اور حاکموں کی ثقافت محکوم قوم کے لیے اپنے اندر بڑی کشش و جاذبیت رکھتی ہے اور وہ اسے اپنانے میں فخر محسوس کرتی ہے، اس کی تیسری وجہ یہ ہے کہ ہم اپنے ثقافتی ورثے سے محروم اور اسلام کی صحیح ثقافتی قدروں سے ناآشنا ہو چکے ہیں۔ اس کی چوتھی وجہ یہ ہے کہ ہم میں قرآنی تعلیمات اور سنت رسول کا احترام باقی نہیں رہا۔

بہرحال مغربی تہذیب میں چونکہ شراب نوشی کا فیشن عام ہے اس لیے ہمارا خود رو "نو دولتیہ" طبقہ مے کشی کو امیرانہ ٹھاٹھ سمجھتا ہے۔ اس طبقے کی نسل جدید بھی دور و نزدیک کے اپنے ماحول سے متاثر ہو کر شراب نوشی کو فیشن خیال کرتی ہے۔ چنانچہ مشاہدہ بتاتا ہے کہ شغل بادہ نوشی مے خانوں کے علاوہ کلبوں، ہوٹلوں اور بعض حالتوں میں دفتروں اور گھروں میں بھی ہوتا ہے۔ حد تو یہ ہے کہ شراب کو نہ نجس و قبیح، مضر اور نہ شراب نوشی کو حرام و گناہ ہی سمجھا جاتا ہے، بلکہ اسے ثقافت جدید کا ایک ضروری عنصر خیال کیا جاتا ہے۔ آیئے دیکھیں کہ اسلام کی نظر میں شراب کی جمالیاتی یا ثقافتی، معاشرتی، قانونی اور معاشی حیثیت کیا ہے؟

کچھ تو مغربی ثقافت کے مناظر، جن میں بادہ نوشی کے نظارے، خصوصیت سے نمایاں حیثیت رکھتے ہیں اور جو مغربی لٹریچر، سینما اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ عام ہو چکے ہیں اور کچھ امیرانہ ٹھاٹھ اور مزاج کی وجہ سے بعض حسن کور اور بدذوق طبائع شراب کو حسین خیال کرتی ہیں۔ حالانکہ قرآن حکیم

اور ارشاداتِ نبوی ﷺ کی رُو سے شراب قبیح اور نجس ہے۔ مثلاً سورۃ النحل میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:۔

وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّ رِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ (۱۶ : ۶۷)

اور کھجوروں اور انگوروں کے پھلوں سے تم شراب حاصل کرتے ہو اور حسین رزق بھی، یقیناً اس میں ان لوگوں کے لیے (بصیرت افروز اور حقیقت نما) نشانات ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں۔

اہلِ فکر و دانش کے لیے یہ آیت اعجازاتِ قرآنیہ میں سے ہے، اور اس میں اعجازِ بلاغت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سکر (= شراب) کے مقابلے میں رزقا حسنا (حسین مشروب) کے الفاظ ضد کے طور پر رکھ کر صاف بتا دیا ہے کہ شراب حسین رزق کی ضد ہے، اس لیے قبیح ہے۔ سورۃ المائدہ میں شراب کو "رجس" کہا گیا ہے، یعنی وہ اس قدر قبیح اور پلید ہے کہ اس کا ذکر تک ذوق پر گراں گزرتا ہے ارشاد ہوتا ہے:۔

"اے مسلمانو! اس میں کوئی شک نہیں کہ شراب، جوا، معبودانِ باطلہ کے نشان اور پانسے شیطانی کاموں کی گندگی ہے تو ان سے اجتناب کرو تاکہ تم کامیاب ہو" (المائدہ: ۹۰)

اس کا صاف مطلب ہے کہ شراب نوشی، قمار بازی، بت پرستی وغیرہ انسان کو حقیقی کامیابی سے ہمکنار نہیں ہونے دیتی۔ لہٰذا اس سے اجتناب لازمی ہے۔ ساتھ ہی اللہ نے ان چیزوں کو معاشرے میں عداوت اور کینہ ایسی مہلک بیماریاں پھیلانے کا سبب قرار دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

"شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان دشمنی اور کینہ ڈلوا دے اور تمہیں ذکرِ الٰہی اور نماز سے باز رکھے (کیونکہ ان دونوں چیزوں میں پڑنے کا لازمی نتیجہ یہی ہے) پھر (بتاؤ ایسی برائیوں سے) تم باز رہنے والے ہو یا نہیں۔ (۵:۹۱)

اس آیتِ شریفہ میں شراب نوشی کا ایک بہت بڑا نقصان یہ بتایا گیا ہے کہ ان سے انسان اللہ تعالیٰ کی حضوری ایسی نعمت عظمیٰ (جو نماز میں ملتی ہے) اور طمانیتِ دل سے (جو ذکرِ الٰہی سے

حاصل ہوتی ہے) محروم رہتا ہے۔ یہ محرومی و نامرادی شراب نوشی کا ثمرہ ہے۔ دراصل انسان کی ہلاکت و نامرادی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"ہر چیز جو نشہ لائے حرام ہے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو شخص نشہ آور چیز پیئے گا وہ اسے "طینۃ الخبال" پلائے گا۔ صحابہ نے پوچھا، یارسول اللہ! طینۃ الخبال کیا ہے؟ فرمایا، دوزخیوں کا پسینہ یا پیپ"۔ (مسلم شریف)

ایک اور حدیث میں، جس کے راوی حضرت عمرؓ ہیں، رسول اللہؐ نے فرمایا:۔

"جو چیز نشہ لائے شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جو شخص دنیا میں شراب پیئے اور ہمیشہ پیتا رہے۔ یہاں تک کہ توبہ کیے بغیر مر جائے۔ آخرت میں اسے شراب پینے کو نہیں ملے گی"۔ (مسلم)

بعض لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ شراب دوا کے طور پر پینے میں کوئی مضائقہ نہیں — لیکن شریعت نے ایسا کرنے سے منع کیا ہے۔ حضرت وائل حضرمی کہتے ہیں کہ:۔

"طارق بن سویدؓ نے رسول اللہؐ سے شراب کی بابت پوچھا۔ آپؐ نے اس کے پینے سے منع فرمایا۔ طارق نے کہا، ہم اسے دوا کے طور سے استعمال کرتے ہیں، آپؐ نے فرمایا، وہ دوا نہیں بیماری ہے"۔ (مسلم)

ایک اور حدیث میں ہے کہ:۔

"حرام سے دوا نہ کرو مگر حالتِ اضطرار میں سور بھی جائز ہے۔ اس لیے حالت اضطرار اس سے مستثنیٰ ہے۔

شراب نوشی جس طرح روحانی اور جسمانی طور سے مضرت رساں ہے اسی طرح وہ دماغی لحاظ سے بھی نقصان دہ ہے۔ حضرت ام سلمہ کہتی ہیں کہ:۔

"رسول اللہ نے اس چیز کے استعمال سے منع فرمایا ہے جو نشہ لائے اور دماغ میں فتور پیدا کرے۔ (ابوداؤد)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرات کی تعریف ہی یہ فرمائی ہے کہ وہ عقل

پر پردہ ڈالتی ہیں۔ (بخاری)

ظاہر ہے جو چیز انسان کی عقل و فکر کو ماؤف کر دے اور اسے اس نعمت بے بہا سے محروم رکھے، اس کے مضر اور نقصان دہ ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

معاشی لحاظ سے دیکھا جائے تو شراب نوشی قومی سرمائے اور توانائی کا زبردست ضیاع ہے سابق صدر محمد ایوب خاں کے عہد حکومت میں مغربی پاکستان کے وزیر خزانہ نے اسمبلی بجٹ کی تقریر میں شراب پر پابندی نہ لگانے کا یہ جواز پیش کیا تھا کہ اس سے حکومت کو آمدنی ہوتی ہے۔ لیکن اس نے یہ نہیں بتایا کہ اس سے معاشرے کی کتنی دولت تباہ ہوتی ہے۔ اور کتنی افرادی محنت کا ضیاع ہوتا ہے؟ قرآن کریم ایسے گمراہ کرنے والے لوگوں پر یہ حقیقت واضح کرتا ہے کہ شراب کا فائدہ بھی ہے لیکن اس فائدے سے اس کے نقصانات بہت زیادہ ہیں:

"اے پیغمبر! آپ سے لوگ شراب اور جوے کی بابت دریافت کرتے ہیں، ان سے کہہ دیجئے ان دونوں چیزوں میں نقصان بہت ہے اور لوگوں کے لیے فائدے بھی ہیں لیکن ان کا نقصان ان کے فائدے سے بہت زیادہ ہے۔ (البقرہ: ۲۱۹)

بعض نام نہاد دانشور اور ترقی پسند حضرات (اپنے آپ کو دھوکا دینے کے لیے) کہا کرتے ہیں کہ تھوڑی سی شراب پینے میں کیا مضائقہ ہے؟ یہ تو ان حضرات کی رائے ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول برحق کا ارشاد ہے:

ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام (الترمذی وابوداؤد وابن ماجہ)

جو چیز زیادہ مقدار میں نشہ لائے اس کا تھوڑی مقدار میں استعمال کرنا بھی حرام ہے

حاصل کلام یہ کہ شراب قبیح، گندی اور نجس چیز ہے۔ یہ ام الخبائث ہے۔ اس سے معاشرے میں طرح طرح کی برائیاں اور بیماریاں پھیلتی ہیں۔ شراب نوشی کو شیطان اپنے جمالیاتی فریب سے کتنا ہی حسین کر کے کیوں نہ دکھائے یہ بہر حال قبیح ہے۔ جمالیاتی حس کو مردہ اور جمالیاتی ذوق کو بگاڑتی ہے، یہ عقل کو ماؤف کرتی، دل کی طمانیت اور روح کو لذت حضوری سے محروم رکھتی ہے۔ اس سے معاشرے میں حسد، بغض، کینہ اور دشمنی پیدا ہوتی ہے۔ سرمایہ و محنت کا ضیاع ہوتا ہے۔ اس سے جسمانی، ذہنی اور روحانی صحت کو نقصان پہنچتا ہے۔ غرضیکہ شراب انسان کو اللہ کا رکھتی ہے نہ معاشرے کا۔ بلکہ خود اپنے آپ کا بھی